برا جانو اسے چھوڑ دو، اور ذاتی اصلاح پر پوری توجہ صرف کرو، عوام کے پیچھے مت پڑو۔''

دنیا میں لوگ متنوع امور کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اسی فرق کی وجہ سے توفیق خیر سے محروم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تعصب کا برتاؤ کرتے ہیں۔ یہی تعصب بنی نوع انسان کے مابین اختلاف کی سنگ بنیاد ہے۔ ان میں **قوم، قبیلہ، زبان، رنگ** اور **نسل** قابل ذکر ہیں۔ یہ وہ قدرتی فرق ہیں، جن میں کسی شخص کا کوئی دخل نہیں اور کوئی انہیں تبدیل نہیں کرسکتا۔ دین فطرت نے ان تمام چیزوں کو صرف **''پہچان کا ذریعہ''** قرار دیا ہے، اور صرف ''دینداری'' کو برتری وکمتری کی اساس بنائی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ [الحجرات ۱۳] ''اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم فرمایا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔''

ایک اہم فرق ''دین ومذہب'' کا ہے۔ یہ بھی تعصب کا ایک بنیادی سبب بنتا ہے؛ لیکن یہ فرق قابل تبدیلی ہے۔ ہر عاقل انسان دین اس لیے اختیار کرتا ہے کہ اس کا اخروی انجام بہتر ہو جائے۔ لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ خلوصِ نیت کے ساتھ تحقیق کریں اور قبولیتِ حق کی توفیق اور فرقہ واریت سے نجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں بھی مانگیں۔

جب تک انسان ''متقی'' نہیں بنتا، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں تباہی وبربادی کی طرف گامزن رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسرائیل کے کسی ظالمانہ اقدام کے خلاف بہت شور اٹھتا ہے، تو مسلمان حکمرانوں کی ایک بڑی جماعت اجلاس منعقد کرتی ہے۔ مسئلے پر ''محتاط انداز میں'' گفت وشنید کرنے کے بعد تمام اس مسئلے کے حل کی ضرورت پر متفق ہو جاتے ہیں۔ لیکن انہی حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور کرپشن جاری رکھنے کی خاطر جوانانِ امت کو جہادی تربیت کے بجائے کھیلوں میں الجھا رکھا ہے۔ اسی لیے عالم اسلام پر پیش آنے والی مصیبت کا ''حل'' اس کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا کہ ایک عدد ''قرارداد'' پاس کی جائے، جس میں اسرائیل کے اقدام کی مذمت ہو اور اسلام کے بدترین دشمنوں امریکہ اور اقوام متحدہ سے عدل وانصاف کی ''بھیک'' مانگی جائے۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

إنَّ الدینَ عندَ اللهِ الإسلامُ

حقیقت وحقانیت اسلام

خطاب: علامہ پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان تہذیب وترتیب: شریف اللہ موسیٰ

قابل احترام علمائے کرام، عزیز طالبعلمو، دوستو، عزیزو! سب سے پہلے میں آپ سب حضرات کا اور دار العلوم بلتستان غواڑی اور جمعیت اہلحدیث بلتستان کے ذمہ دار حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنھوں نے بلتستان اور غواڑی میں ہمیشہ محبت اور خلوص کے ساتھ میرا استقبال کیا ہے۔ اور بہترین برادرانہ مخلصانہ جذبات اور سلوک سے نوازا ہے۔

ان سارے تعلقات کی بنیاد ہمارا دین اسلام ہے، اور اس کی بنیاد مسلک اہلحدیث ہے، جو اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اسلام کی سچی تعلیم اور درست تصویر ہے۔ یہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ''مسلک اہلحدیث'' کہنے سے اسلام کا وہ تصور ذہن میں آتا ہے، جسے رسول اکرم ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ صحابہ کرام ؓ کو تعلیم دی؛ کیونکہ دوسرے حضرات جو اسلام سے وابستہ اور مسلمان ہیں، وہ بھی اپنا دین اسلام ہی بتاتے ہیں؛ تو وضاحتاً ہم لوگ مسلک اہلحدیث کے الفاظ سے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا دین بیشک اسلام ہے؛ لیکن وہ اسلام ہے، جو رسول اکرم ﷺ نے اصل شکل اور حالت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور وہی طریقے جن پر آپ ﷺ خود چلے اور اپنے صحابہ ؓ کو چلایا، اسی کا نام مسلک اہلحدیث ہے۔ یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا انعام اور ہمارے لیے بڑی سعادت ہے کہ اس نے صحیح، اوریجنل اور فنڈامینٹل دین کی پہچان ہمیں عطا فرمائی۔ یہ وہ بڑا احسان ہے، جس کا ہم کبھی شکر ادا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کا ہمیں جتنا ہو سکے شکر ادا کرنا چاہیے۔

میرے دوستو اور عزیزو! میں یہاں پہنچ کر ہمیشہ خوشی سے آپ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ آج بھی میری خوشی میں اضافہ ہوا ہے۔ بہت سی چیزوں سے میں پہلے بھی واقف ہوں؛ لیکن ان کی ذہن میں ایک قسم کی تجدید ہوگئی۔ اور کچھ مزید باتیں ابھی سامنے آئیں کہ کس طرح یہ دار العلوم مختلف حوالوں، مختلف پہلوؤں اور مختلف انداز میں دین اور مسلک کی خدمت کرتا آیا ہے، کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ اور بھی بہت بڑے کام ہیں، جو اس نے انجام دیے ہیں۔ آپ لوگ بار بار کہتے بھی ہیں کہ ہم پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں؛ مگر کام کے اعتبار سے میں سمجھتا ہوں کہ شاید پسماندہ ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی محنتوں، کوششوں اور دین ومسلک کی خدمت جس انداز میں آپ

کررہیں، اس میں مزید برکات عطا فرمائے۔

یہ دین اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ اوراس دین کی صحیح پہچان مسلک اہلحدیث کی شکل میں، یہ اس سے بھی بڑا انعام ہے۔اس کی آبیاری کرنا ہمارا فرض ہے۔ ﴿لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ جن حقائق کی خبرہمیں اللہ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ نے دی اوران پر عمل کی توفیق عطا ہوئی ہے، ان کی گواہی دنیا کے سامنے دینا اور دنیا کو بتانا کہ کونسا عقیدہ اور کس طرح کا ایمان نجات کی بنیاد بنے گا۔اور کون سے اعمال ہیں جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

ہمارے طالب علموں کو اس بات پر خوش ہونا چاہئے اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ انہیں دین سیکھنے کا موقع ملا ہے اوران شاء اللہ آگے چل کر دین سکھانے اوراس کی نشرواشاعت وترویج کا بھی موقع ملے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے کہ بندہ دین سیکھنے اوراپنے اوپر نافذ کرتے ہوئے اس پر کاربند ہو، اوراس کو پھیلائے۔ اس سے بہتر زندگی بسر کرنے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ یہ میں نہیں کہتا اللہ کا قرآن کہتا ہے: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ اس سے بہتر کسی اور کی کوئی بات (اور کام) نہیں جو اللہ اوراس کے دین کی طرف بلاتا ہے اورخود بھی نیک کام کرتا ہے اور اللہ کا فرمانبردار ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

مسلم کون ہے؟ اوراسلام کیا ہے؟ اس کے بارے میں آپ کے سامنے کچھ گزارشات کرنا چاہوں گا۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ﴾ دین، زندگی گزارنے اور اللہ کو راضی کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اوروہ ہے اسلام۔مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ جو اس طریقے اور راستے سے ہٹ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرے تو اللہ کی بارگاہ میں کبھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ وہ طریقہ جو اسلام سے ہٹا ہوا ہو وہ اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ ﴿فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْه﴾

اسلام کیا ہے؟ اسلام کا معنی سمجھنا ہو تو سب سے پہلے قرآن پاک کی آیتوں کو زیرغور لانا چاہیے۔ پہلے پارے کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِذْ قَالَ لَه رَبُّهُ أَسْلِمْ﴾ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا ﴿أَسْلِمْ﴾ ''مسلمان ہوجا!'' اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ پہلے مسلمان نہیں تھے؟ ان کا عقیدہ توحید نہ تھا؟! اپنے گھروالوں سے، اپنے گاؤں سے اوراپنے بادشاہ سے اسی عقیدے کی خاطر لڑے تھے، اس کے باوجود کہا ﴿أَسْلِمْ﴾ مسلمان ہوجا! یہ کیوں کہا؟ اس کی وضاحت ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے، جو سورۃ الصافات میں ہے۔ جہاں ابراہیم علیہ السلام اوراسماعیل علیہ السلام کی

عظیم قربانی کا ذکر ہے کہ باپ اللہ کے ایک اشارے اور حکم پہ بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار رہوا۔ اور بیٹا ذبح ہونے کے لیے تیار رہوا۔ وہاں الفاظ کیا استعمال ہوئے ہیں، ملاحظہ ہو: ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ﴾ جب انہوں نے ﴿أَسْلَمَا﴾ ہماری بات مانی اور میرے ابراہیم ؑ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا، قصہ آپ سب کو خوب معلوم ہے۔

﴿إِذْ قَالَ لَه رَبُّهُ أَسْلِمْ﴾ کا معنی ﴿فَلَمَّآ أَسْلَمَا﴾ نے بتا دیا۔ ''القرآن یفسرُ بعضُه بعضًا'' کہ اسلام کا معنی بات مان لینا ہے۔ ہم اپنی زبان میں بھی کہتے ہیں جب دو آدمیوں کے درمیان بحث میں بالآخر ایک کہتا ہے: چلو میں نے تمہاری بات تسلیم کر لی۔ تسلیم کا معنی کیا ہوا؟ ایمان لانا اور قبول کرنا۔ اسلام اسی ''تسلیم'' سے ہے۔ اور اسلام کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کی بات مان لینا، اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکاتے ہوئے فرمان الٰہی کے تابع کرنا۔

غیاث اللغات فارسی میں ''اسلام'' کا معنی لکھا ہے: ''طوع کردن وگردن نہادن'' یعنی اطاعت کرنا، فرمان برداری کرنا اور اپنی گردن کو خالق و مالک کے احکامات کے سامنے جھکا دینا۔ یہ ہے: ''اسلام''۔

چونکہ خود اللہ کے رسول ﷺ وہی بات بتاتے ہیں اور اسی بات کا حکم دیتے ہیں، جس کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے۔ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى﴾ اس طرح اللہ کی بات اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے نکلتی ہے۔ لیکن یہ بات ان کی نہیں ہے، اللہ کی ہے۔ اور ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ بالکل الگ اور جدا ہیں۔ اللہ معبود ہے اور آپ ﷺ عابد ہیں، اللہ مسجود اور آپ ﷺ ساجد ہیں، اللہ آقا و مالک ہے اور آپ ﷺ اس کا بندہ ہے۔ لیکن بات ایک ہے، ذات جدا ہے۔ اسی لیے فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ﴾ جو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی باتیں نوٹ کیا کرتا ہوں، مجلس میں بیٹھ کر جو کچھ آپ فرماتے ہیں اسے لکھ لیتا ہوں۔ لیکن کچھ دوستوں نے مشورہ دیا کہ میں ہر بات نہ لکھا کروں۔ انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ آپ ﷺ سچے، آخری اور سب سے عظیم نبی ہیں؛ لیکن بشر ہیں۔ بشر ہونے کے ناطے آپ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی غصے میں ہوتے ہیں۔ اس لیے تم ہر بات نہ لکھو۔ میں آپ کا حکم جاننا اور مشورہ چاہتا ہوں کہ مجھے ہر بات لکھنا چاہیے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اکتبْ یا عبدَ اللهِ'' اللہ کے بندے! لکھتے رہو، کیوں؟ آپ ﷺ نے زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

فرمایا:''واللہِ لایخرجُ منہ إلا الحق'' یہاں سے جو بات نکلتی ہے وہ سچی ہے، کیونکہ وہ میری بات تو ہے نہیں، اللہ رب العزت کا کلام ہے۔

لہٰذا اللہ اور رسول ﷺ دونوں کی فرمانبرداری ''اسلام'' ہے۔رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے۔﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ﴾اور فرمایا:﴿أَطِيْعُوا اللهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ اللہ اور اس کی رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے نفس، اپنی ذاتی خواہشات، رسم ورواج کو، اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے خلاف کسی حاکم کے حکم کو، کسی زبردست کے قول کو...... سب کو پیچھے ڈالنا اور اولیت اللہ اور رسول ﷺ کی بات کو دینا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ ''اللہ ورسول سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔'' آگے کون بڑھتا ہے؟ آگے وہ بڑھتا ہے، جو اللہ ورسول ﷺ کے احکامات سے سرتابی کرتا ہے، یا اپنی رائے کو یا کسی اور کی رائے کو اس پر فوقیت دیتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾''اللہ کے رسول ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو پست رکھو۔''تو کیا یہ آیت کریمہ اور یہ حکم صرف آپ کی زندگی کے لیے تھا؟ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے سمجھا تھا کہ میری آواز قدرتی طور پر بلند ہے، اس نے آپ ﷺ کی مجلس میں آنا چھوڑ دیا کہ کہیں غیرارادی طور پر میری بات، میرا لہجہ اور میری آواز آپ ﷺ کی آواز سے اونچی نہ ہو جائے۔جس کے نتیجے میں میری ساری محنت اکارت ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کا بڑا خیال رکھتے تھے، ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ کیوں حاضر نہیں ہوتا؟ آپ کو وجہ بتائی گئی، تو ارشاد فرمایا کہ یہ فطری طور پر ذاتی آواز کو بلند کرنے کا مسئلہ نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی رائے کو پست رکھو، اور کسی کی رائے کو بھی آپ ﷺ کی رائے پر فوقیت نہ دو۔

یہ ہے''اسلام''اپنے آپ کو پیچھے رکھنا، اپنے جذبات، ذاتی سوچ غرض ہر چیز کو پس پشت ڈال کر، اللہ اور رسول ﷺ کی بات کو ماننا، یہ اسلام ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی طریقے سے زندگی گزاری۔سب سے پہلے تو اس بات پر غور کریں کہ صدیوں سے ان کے آباؤ اجداد کے زمانے سے جو عقائد وہ اپنائے ہوئے تھے، جو رسوم ورواج اس قوم کی سوسائٹی میں ملے، جو کام وہ کر رہے تھے۔اسلام نے ان سے منع کیا، ان سے روکا تو اس عقیدے سے بھی باز آئے، ان کاموں سے بھی باز آئے، ان رسوم ورواج کو بھی انہوں نے چھوڑ دیا۔یعنی دوسرے لفظوں میں اسلام کو، حکم الٰہی ماننے

کو، نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری کو، شریعت کی اطاعت کو ہر چیز پر ترجیح دی اور اسلام کی ہدایت اور رسول ﷺ کی بات کو مانتے ہوئے انہوں نے اپنی اور اپنے سماج کی اصلاح کی۔ بت پرستوں نے بت پرستی چھوڑ دی اور توحید کو اپنا لیا۔ بدکاروں نے بدکاری چھوڑ دی اور نیکی اختیار کی۔ جاہلوں اور ظالموں نے ظلم اور جہالت چھوڑ دی اور اسلام کی روشن تعلیمات کو اپنالیا۔ ڈاکوؤں اور چوروں نے ڈاکہ، چوری چھوڑ دی اور دیانت وامانت کو اپنالیا۔ کیوں؟ وہ مسلم، فرمانبردار اور اطاعت گزار تھے۔ انہوں نے ہر چیز مان لی اور اطاعت کی۔

دو مثالوں پر غور کریں: (۱) اللہ نہ کرے کسی کو گناہوں کی عادت پڑ جائے تو اسے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاص طور سے وہ گناہ جو آباء واجداد سے چلا آرہا ہو اور اسے عملی طور پر گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا ہو، اسے چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے وہ دورِ جاہلیت میں عادی تھے۔ اس دور کی تصویر یہ تھی کہ جُوا ان کے دن رات کی دل لگی تھا۔ شراب ان کی گھٹی میں جیسے بویا ہوا تھا، ان کی عادتِ دیرینہ تھی۔ وہ لوگ شراب پیتے تھے۔ بدکاری، ظلم وزیادتی کو اپنے مجلسوں میں فخر سے بیان کرتے تھے؛ لیکن کلمہ پڑھا تو یہ سب چھوڑ دیا۔ شراب پینے والے کے لیے شراب چھوڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ دیکھیں اسلام نے ان کا ذہن بنایا کہ یہ گناہ ہے۔ شروع میں یہ بتایا گیا: ﴿لا تَقْرَبُوا الصَّلاۃَ وَأَنْتُمْ سُکَارٰی﴾ نشے میں ہوں تو نماز کے لیے نہ آئیں۔ پھر آہستہ آہستہ قطعی طور پر جوا، شراب وغیرہ پر قدغن لگادی: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ﴾ فرمایا یہ سب گندے اور شیطانی کام ہیں، ان سے بچو۔ جب شراب کے بارے میں اللہ کا یہ آخری حکم آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے اندر منادی کرائی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہیں ان چیزوں سے منع کرتے ہیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ پیالے جو لبوں تک پہنچ چکے تھے، انہوں نے پیالے زمین پر دے مارے۔ اور گھروں میں جو شراب کے مٹکے تھے، انہیں گرادیا۔ یہ ہے اسلام، یہ ہے اطاعت، یہ ہے فرمانبرداری۔

(۲) مرثد بن ابی مرثد ؓ ایک مشہور نقب زن اور ڈاکو تھا۔ ایک دن اسلام نے اسے بھی اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کو اللہ کا رسول ماننے اور آپ کا لایا ہوا دین قبول کرنے کے لیے تیار ہوں؛ لیکن میری ایک مشکل ہے کہ میں کوئی پیشہ نہیں جانتا، میرے پاس کوئی فن نہیں ہے۔ ایک ہی فن ہے اور وہ ہے: نقب زنی۔ سنا ہے کہ آپ کا دین اس سے منع کرتا ہے۔ تو میں سوچتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤں، لیکن دماغ کہتا ہے کہ کھاؤ گے کہاں سے؟ بال بچے پالوں گا کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، مسلمان ہو جاؤ، ہم تمہیں نقب زنی کی